یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

ترجمان دہلی

پندرہ روزہ

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

مدیر:
حافظ محمد یوسف
معاون:
محمد سلیمان صابر

جلد ۳۹ } یکم نومبر ۱۹۸۳ء {شمارہ ۲۴

جب قیامت آئے گی

جس طرح رات کے بعد دن آتا ہے۔ اسی طرح موجودہ دنیا کے بعد آخرت کی دنیا آئے گی۔ تاکہ تمام حقیقتیں دن کی روشنی کی طرح کھل جائیں وہ وقت بھی کیسا عجیب ہوگا۔ جب حقیقتوں سے پردہ اٹھا دیا جائے گا۔

کتنے لوگ جو آج انصاف کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ وہ اس دن مجرم کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے۔ کتنے لوگ جو آج اہم شخصیت بنے ہوئے ہیں۔ وہ اس دن کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حقیر دکھائی دیں گے۔ کتنے لوگ ہیں جن کے پاس آج ہر بات کا شاندار جواب ہے وہ اس دن ایسے بے جواب ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ان کے منہ میں الفاظ ہی نہیں۔

(مولانا وحید الدین خاں)

بدل اشتراک پندرہ روپے — یکم نومبر ۱۹۸۳ء — ممالک غیر سے ۵ پونڈ

پرویز احمد شادانی بستوی

(قسط دوم)
(آخری)

فلسطین ماضی اور حال کے آئینے میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضرورت سفیر

[illegible]

پندرہ روزہ
ترجمان دہلی
جلد نمبر | یکم نومبر ۱۹۸۳ء | شمارہ نمبر ۲۲

یہ برادر کشی ساری دنیا کیلئے خطرناک

عراق اور ایران کے درمیان جنگ نے دنیا کے تمام ممالک کو عموماً اور اسلامی ممالک کو خصوصاً بڑی طرح لرزا رکھا ہے۔ اقوام متحدہ اسلامی بلاک چالیس ملکوں پر مشتمل ہے جس کے ممبروں میں عراق اور ایران دونوں شامل ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہیں اس لئے اسلامی بلاک کے لئے اس برادر کشی پر کف افسوس ملنے اور خون کے آنسو بہانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا ہے۔ ... کے آنسو بہ رہے گا۔

اسلامی بلاک اس لئے وجود میں آیا تھا تاکہ وہ دنیا کو اسلام کے امن و سلامتی کے پیغام سے روشناس کرائے یہ بتانے کہ اسلام بلاوجہ کسی کو مارنے یا ہلاک کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کے اصول کا علمبردار ہے۔ بلاوجہ تشدد کا قائل نہیں۔ وہ کسی ایسے شخص کے مارنے کا حق ہی نہیں دیتا جو زمین پر فساد نہ پھیلائے۔ ارشاد ربانی ہے کہ جو شخص کسی شخص کو بغیر کسی فساد کے جو زمین میں اس نے پھیلایا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی کو بچا لے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں عراق اور ایران دونوں فرمان الٰہی کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور شہری علاقوں پر بمباری کر کے لاکھوں بے گناہ انسانوں کے قتل عام کا الزام اپنے سر لے رہے ہیں۔

عراق کا کہنا ہے کہ آبنائے شط العرب پر سرحدی اعتبار سے تنازعہ ہے۔ ۱۹۷۵ء میں اس وقت کی عراقی حکومت کا دباؤ ڈالا کر ایران کو بھی اس اقتدار میں حصہ دار بنا لیا تھا۔ اور چونکہ یہ آبنائے دجلہ اور فرات دریاؤں کے سنگم سے نکلا ہے اس کا نام دیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ خلیج فارس تک ... کا واحد راستہ ہے۔ اس لئے اس کے لئے وہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اسی لئے وہ اس کے اقتدار میں کسی اور کو شریک کرنا نہیں چاہتا۔ پانچ سال قبل چونکہ عراق کردوں کے ساتھ جنگ میں الجھا ہوا تھا اور اس کی فوجی طاقت بہت کمزور تھی اس لئے اس نے معزول شاہ کی اس یقین دہانی کے بعد کہ وہ عراق کردوں کی امداد و حمایت نہیں کریں گے۔ الجیریا میں ہونے والے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے تھے۔ لیکن اب جبکہ وہ ایک طاقتور ملک ہے۔ چاہتا ہے کہ اس معاہدہ پر نظرثانی کی جائے اور ایران کی انقلابی حکومت جو منصفانہ پالیسی پر چلنے کی دعویدار ہے۔ اس سلسلہ میں بات چیت کرے۔

لیکن عراق کے بقول ایران کی نئی انقلابی حکومت معزول شاہ کی حکومت سے بھی زیادہ سخت نکلی اور اس سے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ میں حکومت عراق نے ایک طرفہ طور پر الجیریا معاہدہ کو منسوخ کر دیا اور فوجی کارروائی پر مجبور کر دیا۔ علاوہ ازیں ایران نے ۱۹۷۱ء میں آبنائے ہرمز میں واقع تین چھوٹے چھوٹے غیر آباد جزیروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اور ان پر فوجی چھاؤنیاں قائم کر دی تھیں تاکہ خلیج فارس کے پورے علاقہ پر وہ اپنی نگرانی رکھ سکے یہ جزائر پہلے متحدہ عرب امارات کے زیر اقتدار تھے عراق ان جزائر پر ایرانی قبضہ سے بھی ناخوش تھا۔ وہ چاہتا ہے کہ ایران یہ جزیرے عربوں کو واپس کر دے۔

لیکن یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں باہم بات چیت کے ذریعہ طے کیا جاسکتا تھا۔ یا اگر ایران ان پر بات چیت کرنے کے لئے تیار نہ تھا تو ... اسلامی بلاک سے رجوع کیا جاسکتا تھا اور مذہبی مفاہمت کی بنیاد پر اس کا کوئی حل نکالا جاسکتا تھا۔ محاذ آرائی اور جنگ سے دونوں ملک کے اتحاد کو پہلے سے زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی ضرورت تھی۔ نقصان پہنچے گا۔

اس اتحاد کا ایک اہم بنیادی مقصد یہی تھا کہ سامراجی اور صیہونی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کو روکا جائے جو اسلامی حقوق پر چھاپہ مارتی چلی جارہی ہیں جو کہ قبلہ اول بیت المقدس کو مستقلاً غصب کرنے کا ناپاک منصوبہ بنا رہی ہیں اور جو اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش میں مصروف ہیں تاکہ مسلم ملکوں کا وہ اسی طرح استحصال کر سکیں جس طرح کہ کرتی رہی ہیں۔ اسلامی اتحاد کے ذریعہ ان کی آگے بڑھنے سے روکا جاسکتا تھا۔ اور اس مقصد میں بڑی حد تک کامیابی ہو رہی تھی۔ اکیلے ایران نے کچھ امریکی ڈپلومیٹوں کو یرغمال بنا کر امریکہ جیسی سپر طاقت کو پریشان کر دیا تھا۔ لیکن اب ان شکاری طاقتوں کا ایک دوسرے پر استعمال ہونے لگا۔ اور خود ہی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگے۔

اس مار کاٹ اور قتل و غارتگری پر سب سے زیادہ خوشی اسرائیل کو ہوگی۔ جو کہ عرب دنیا کے درمیان کالا ناگ بن کر بیٹھ گیا ہے اس کالے ناگ کا سر اسلامی ممالک باہم مل کر ہی کچل سکتے تھے۔ لیکن اب ان کی باہمی لڑائی ان کی مزید کمزوری کا باعث ہوگی اور بیت المقدس کی واگذاری ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔

عراق ایران کی لڑائی عالمی نقطہ نظر سے بھی بڑی خطرناک ہے خود ہم ہندوستانیوں کو بھی اس کی بے حد فکر ہے اس لئے کہ دنیا کی نصف سے قریب ضرورت کا تیل اسی خلیج فارس کے راستہ باہر جاتا ہے۔ دونوں متحارب ملک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ظاہر ہے لڑائی سے تیل کی پیداوار کم ہوگی ان دونوں ملکوں کی معیشت کمزور ہوگی۔ اور دیگر ملک بھی مطلوبہ مقدار میں تیل نہ ملنے سے پریشان ہوں گے۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہوگا کہ دونوں طاقتوں روس و امریکہ کو اس علاقہ میں مداخلت کا بہانہ مل جائے گا۔ اور مشرق وسطیٰ کے سب ملکوں کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے گی اور اگر روس نے میدان میں آنے کی جرأت کی تو ایک ایسی تیسری جنگ عظیم کا خطرہ بھی پیدا ہو سکتا ہے جو ساری دنیا کے لئے تباہ کن ہوگی۔ اور وہ تمام ترقیات ملیا میٹ ہو جائیں گی جو دنیا نے دوسری جنگ عظیم کے بعد کی ہیں۔

پس عراق اور ایران جتنی جلدی اپنی اس جنگ کو ختم کر دیں گے۔ اور محاذ آرائی کے بجائے باہمی بات چیت کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرنے کی پالیسی اپنائیں گے۔ اتنا ہی زیادہ خود ان کے لئے اور عالم انسانیت کے لئے بہتر ہوگا۔

شعبۂ تبلیغ کی ایک جھلک

برادران دین!

جامعہ دارالقرآن والحدیث بھیونڈی خورد کھڑکی بازار گورکھپور ایک عربی درسگاہ ہے جس جماعت سابعہ تک کی تدریس تعلیم کا بندوبست ہے تعلیم و تربیت اصلاح و تبلیغ کے لئے طلباء کی ایک جماعت مخصوص ہے ہفتہ واری تبلیغی پروگرام کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔

بنا بریں ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار جناب ناظر علی صاحب مقام بھیونڈی خورد کے زیر اہتمام جامع مسجد اہلحدیث بھیونڈی خورد کے وسیع صحن میں ایک پروگرام منعقد ہوا۔ اناونسر جناب مولانا ممتاز احمد صاحب سالک بستوی نے کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد جناب مولانا محمد ایوب صاحب انصاری استاذ جامعہ ہذا نے ایک دلپذیر تقریر کی جبکہ مشکل دوران حضرۃ الشیخ جناب مولانا حامد الانصاری انجم صاحب مہتمم جامعہ ہذا کے تقریر کے بعد پروگرام کا اختتام کیا گیا۔

ہمیں اس سے بھی شادمانی ہے کہ جامعہ ہذا میں ہفتہ واری تربیتی پروگرام ہوتا رہتا ہے جو کہ زمانہ مدارس عربیہ میں ضروری ولابدی ہونا چاہیے ۔۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ بوقت ۳ بجے دن میں ایک تربیتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ جس میں مہتمم جامعہ ہذا نے جمیع طلباء و طالبات کو خطاب فرمایا اور ایک بجے ختم ہوا۔ فقط والسلام

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت عبد الکریم ...
جامعہ دارالقرآن والحدیث بھیونڈی خورد کھڑکی بازار (گورکھپور۔ یوپی)

ایک ممتاز عالم دین کی رحلت

مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار بوقت صبح ساڑھے آٹھ بجے مولانا محب اللہ صاحب رحمانی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

موصوف جامعہ رحمانیہ دہلی سے ۱۹۳۵ء میں فارغ ہوئے اس کے بعد تقریباً اڑتالیس سال تک مسلسل تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیتے رہے آپ کے زیر سایہ و صدر کے دارالعلوم ... ناگپور و ... اور فیض اسلام ... میں ... مولانا ... محمد ... کے ... اسلامی ... وغیرہ سے ایک ... کی حیثیت رکھتے تھے تاحیات ... جنازہ ... کی ... سب ... حضرت

(... دارالعلوم ...)

"غبار خاطر ما"

(خالد حسین صدیقی بستوی)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر امت مسلمہ کا ایک اہم دینی فریضہ ہے جو کہ بحیثیت جماعت امت اور اس کے افراد پر حسب استطاعت انفرادی و اجتماعی ہر حیثیت سے فرض ہے۔ [illegible]

[illegible]

حکایت و وعظ و نصیحت [illegible] لکھے طبقہ کے لئے زیادہ موزوں اور مناسب ہے کیونکہ یہ لوگ براہ راست کتابوں اور تحریروں سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کے لئے یہ پہلا طریقہ ہی نافع اور سود مند ہے۔ اور تحریر کے ذریعہ علمی طبقہ سے تعلق رکھنے والوں تک اپنے جذبات و خیالات اور احساسات کو پہونچایا ہے اور [illegible] ان کے اذہان و قلوب کو اپنے نظریہ کا تابع بنایا ہے چنانچہ دنیا کی تمام تحریکوں اور مذہبی جماعتوں نے اسی فریضۂ تبلیغ کو اپنایا ہے اور اپنے مذہب و مسلک کی تشریح و توضیح کے لئے اخبارات، رسائل، جرائد، پمفلٹ، لٹریچر وغیرہ شائع کئے اور کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں مسلمان جماعتوں اور تنظیموں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے سبق سیکھنا چاہئے جنہوں نے اسی طریق کار کو اپنا کر لوگوں کے اذہان و قلوب اور ان کے نظریات و عقائد میں کفر و شرک الحاد و بے دینی [illegible] کے اذہان و قلوب پر اپنی حکمرانی کا پرچم لہرا دیا ہے اور ان کے دل و دماغ احساسات و جذبات کو فکری و عملی ہر اعتبار سے اپنا تابع بنا لیا ہے اپنے نظریات کی ترویج اور ترقی کے سلسلہ میں [illegible] کا استعمال کر رہے ہیں [illegible] دولت کی قربانیاں دے کر [illegible] کا بازار گرم رکھے ہیں [illegible] اپنے [illegible] اور بے بنیاد نظریات کے [illegible] پھیلا رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور [illegible] تصنیف و تالیف کے میدان میں جتنا آگے مستشرقین ہیں اتنا مسلمان نہیں [illegible] مستشرق کر رہے ہیں۔ وائے حسرت کہ آج مسلمان اپنے دین و مذہب اسلام کی ترویج و ترقی کے سلسلہ میں [illegible] نہیں کر رہا ہے۔ وہ بقول اقبال ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

کا مصداق بنے [illegible] تباہی و بربادی [illegible] کے لئے اس کے پاس سب کچھ ہیں [illegible] مگر دین اسلام کی ترویج و ترقی کے لئے اس کی جھولی میں کچھ نہیں۔

تحریک اہل حدیث کی ہمیشہ سے یہ تمنا اور آرزو رہی ہے کہ تقریر و تحریر کے ذریعہ اجتماعی طور سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہم دینی فریضہ کو ادا کیا جائے اور لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دعوت دی جائے ان کی [illegible] میں کتاب و سنت کی جھلک موجود ہو۔

اس جمعیت نے جہاں تبلیغ کے ذریعہ عامیوں کے عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ کی اصلاح کی وہیں اپنی تحریر و تصنیف کے ذریعہ بھی ہند بیرون ہند کے تعلیم یافتہ طبقہ کے اذہان و قلوب کو جلا بخشا اور مغربی تہذیب کے دام ہم رنگ زمیں میں گرفتار ہونے سے بچا لیا۔

آج [illegible] مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند تحریری و تصنیفی میدان میں پندرہ روزہ ترجمان کے ذریعہ دین حق کی اشاعت اور اس کی ترویج و توسیع میں سرگرم عمل ہے لیکن [illegible] افراد جماعت کے [illegible] جو قابل [illegible] اہل حدیث کو [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے سامنے پیش کرنے [illegible] نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ترجمان جو کہ مسلک اہل حدیث کا داعی اور کتاب و سنت رسول اللہ کا نقیب ہے اپنے اعوان و انصار کے تعاون سے محروم ہے اور زبان حال سے نوحہ کناں ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس کو حق دینے کو بھی تیار نہیں [illegible] مہربان [illegible] جنہوں نے سالہا سال [illegible] اخبار سے [illegible] کی خراج بھی نہیں کی۔

یہ بہت بڑی زیادتی اور خیانت ہے۔ یہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے جس شجرۂ طوبی کو اپنے خون کے ذریعہ سیراب کیا ہے ہم اس کی حفاظت کریں اور اس کو قائم و دائم رکھیں، اس کی طرف سے غفلت برتنا اپنے ہاتھوں سے اس کی بیخ کنی کرنا ہے۔ اگر اعوان و انصار جمعیت کا یہی حال رہا تو [illegible] کہ اس پر آشوب دور میں جبکہ شرک و بدعات کی تاریکی چاروں طرف ماحول کو تاریک تر کر رکھا ہے۔ مغربی تہذیب کے باد سموم نے [illegible] چاروں طرف پھیلا رکھا ہے۔ آپ کا یہ شجرۂ تمنا اور ثمرۂ [illegible] کہیں اس کی لپیٹ میں آ جائے گا اور اس طرف سے بے رخی اور بے توجہی بالآخر باعث [illegible] ہوگی۔ جماعت و ملت کے اعوان و انصار اس سلسلہ میں غور و فکر سے کام لیں۔ ان رسالوں سے خود استفادہ کریں اور نظریات و عقائد میں پختگی پیدا کریں اور دوسروں کو بھی اس سے استفادہ کی ترغیب دیں۔

[illegible] نوشت است کلک تقدیر
[illegible] است این غبار خاطر ما

ضرورت عالم دین

دینی مدرسہ [illegible] بھیلواڑہ کو ایک [illegible] تجربہ کار عالم دین کی ضرورت ہے جو عربی اور دینیات کی تعلیم کے علاوہ امامت و خطابت کے فرائض کو بخوبی انجام دے سکے۔ [illegible] باصلاحیت صاحب [illegible] خواہشمند حضرات تجربہ اور صلاحیت کی وضاحت کے ساتھ [illegible] تفصیل کے ساتھ [illegible] درخواستیں بھیجیں۔

ناظم جمعیت اہلحدیث [illegible]
بھیلواڑہ راجستھان پن ۳۱۱۰۰۱

ضروری اطلاع

ہر قسم کے قرآن مجید حمائل شریف معریٰ مترجم اور محشی سیپارہ، پارے، پنج پارے یہ تمام نہایت عمدہ کاغذ پر فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ چھپے ملیں گے۔ تھوک یا خوردہ مال منگانے کے لئے ایک جوابی کارڈ لکھ کر رہنما اصول طلب فرمائیں۔

پتہ

دار القرآن پرتاپ نرائن پور ضلع الہ آباد
۲۲۹۴۱۳

تاریخ اہلحدیث

مصنفہ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سائز ۲۰×۲۶/۱۶ سفید معیاری کاغذ طباعت آفسٹ رنگین مجلد صفحات ۵۰۴ قیمت چالیس روپیہ ۴۰/-

اصول روایت و درایت کا تحقیقی جائزہ فرقہ ہائے امت مسلمہ پر ایک تفصیلی اور علمی نوٹ تدوین حدیث پر محققانہ و مورخانہ بحث کتاب کا ہر مسلم گھروں میں رہنا ضروری ہے۔

مکتبہ ترجمان سے یہ کتاب بسہولت حاصل کی جا سکتی ہے

شائع کردہ:- مکتبۃ التوحید غفار منزل ایکسٹنشن جامع نگر اوکھلا نئی دہلی

ماہ محرم اور اہل سنت عوام

مولانا نذیر احمد رحمانی (دہلی) مرحوم

محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی مسلمانوں کی آبادی میں بھی کچھ چہل پہل نظر آنے لگتی ہے اس کا اندازہ صرف شہروں میں بسنے والے مسلمانوں ہی کے طرز عمل سے نہیں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں میں رہنے والوں کے طریق کار سے بھی بخوبی ہو جاتا ہے۔ ماتمی لباس پہنے جاتے ہیں، جگہ جگہ مجلس عزا منعقد کرکے مظلومین کربلا کے نام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ بانسوں کی کھپچیوں کو جوڑ جاڑ کر ان پر رنگین کپڑے یا کاغذ چپکا کر تعزیہ کے نام سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کا نقشہ بنایا جاتا ہے۔ اور پھر اس اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ڈھانچے کے سامنے آکر سجدے کرتے ہیں، اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اس پر ملیدہ یا شربت چڑھاتے ہیں جب دسویں تاریخ آئے گی تو جلوس کی صورت میں تعزیوں کا جلوس نکلے گا، آگے آگے مرثیہ پڑھنے والے ہوں گے اور ان کے ساتھ نوحہ کرنے والے یا حسین یا حسین چیختے ہوئے اور اپنے سینے کوٹتے ہوئے چلیں گے اور پھر فرضی کربلا میں جا کر اس کو دفن کر دیں گے۔

لیکن یہ سب کچھ کرنے والے صرف شیعہ ہی نہیں ہیں، اہل سنت والجماعت کہلانے والے مسلمان بھی اس میں بری طرح مبتلا ہیں اور آج میں انہیں سنیوں سے خطاب کرکے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپنے مذہب و عقیدہ کی کتابوں کو سامنے رکھ کر اپنے بزرگوں اور علماء سلف کے فتووں کو دیکھ کر خدارا ایک لمحے کے لئے غور کرو کہ حب حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے جن چیزوں کو تم ادا کر رہے ہو کیا یہ جائز بھی ہیں؟

مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم جو سنت والجماعت کے چوٹی کے عالم گزرے ہیں، انہوں نے اپنے مرتب کردہ مجموعہ فتاویٰ میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے۔ سوال و جواب دونوں فارسی زبان میں ہیں۔ ہم ان کا خلاصہ ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا تعزیہ بنانا اور اس کو اپنے گھر میں رکھنا اس کی عزت کرنا اس کے سامنے رونا پیٹنا وغیرہ اس قسم کی حرکتیں جائز ہیں؟ جواب: "ہمیں تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آں وساختن ضرائح وصورت قبور و علم و تیار کردن دلدل وغیرہ ذلک ایں ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث [illegible] تعزیہ [illegible]"

محرم کے دس دنوں میں ہو یا کسی اور دن میں اسی طرح تعزیہ یا قبروں کی صورت بنانا، علم نکالنا، دلدل بنانا وغیرہ یہ تمام امور بدعت ہیں یہ باتیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی ہوئیں، نہ آپ کے بعد آپ کے صحابہ نے کیں اور نہ صحابہ کے بعد تابعین نے آگے عمل کر دکھایا۔ "خود تراشیدہ و مصنوعہ را قابل احترام و تعظیم فہم عبدۃ الاصنام باشد" [illegible] یعنی اپنے ہی ہاتھوں کی تراشی اور بنائی ہوئی چیز کو عزت اور احترام کے قابل سمجھنا یہ تو بت پرستوں کی عقل ہے۔ ورنہ بت پرست آدمی بھی یہ جہالت نہیں کر سکتا۔ بدعت کی مذمت میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا (رواہ الطبرانی) حضرت عباس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے یا اس کا ساتھ دے، اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ اس کی نفل مقبول ہوگی اور نہ فرض۔ ایک دوسری حدیث اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین (رواہ ابن ماجہ) یعنی حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرے گا، اور نہ نماز، نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد، نہ فرض نہ نفل۔ بلکہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال۔

تعزیہ دار سنیو! اگر دل میں ایمان اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہو تو ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارے ہی مسلک کے ایک بڑے عالم نے کتنے صاف لفظوں میں اس کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور پھر بدعت کرنے والے کا جو حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے وہ بھی انہوں نے بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اس کی کوئی عبادت بھی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت برستی رہتی ہے۔ کیا یہ وعید بھی تمہارے لئے کم ہے؟ اس کے بعد مولانا نے تعزیہ داری کے ثبوت میں جو دلیل پیش کی ہے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "و اگر بخیال گذرد کہ ایں تعزیہ داری باعث تذکرہ حضرت امامین علیہم السلام است پس باید دانست کہ تذکرہ بہماں طریق در اسلام باید کرد کہ در شرع محمدی جائز است چرا کہ نصاریٰ ہم صلیبہا برائے تذکرہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام تیار می سازند [illegible]" یعنی اگر کسی کو یہ خیال گزرے کہ ہم تعزیہ اس لئے بناتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو یاد کریں، تو جاننا چاہئے کہ کسی کو یاد کرنے یا کسی کی یاد تازہ رکھنے کا طریقہ وہ اختیار کرنا چاہئے جو شریعت محمدی میں جائز ہو ورنہ پھر تو عیسائی بھی صلیب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یاد کے لئے بناتے ہیں تو پھر ہم میں اور ان میں اس بات کا کیا فرق رہے گا؟

اس سے آگے فرماتے ہیں "سینہ کوبی و شق کردن جیب و نوحہ کردن و خاک بر سر انداختن و موی [illegible] ساختن وغیرہ امور قبیل منہیات و ممنوعات است و در حدیث شریف بر نوحہ لعنت آمدہ است" (خلاصہ مذکور) یعنی کسی کے ماتم میں سینہ پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، نوحہ کرنا، سر پر خاک ڈالنا، بال بکھیرنا وغیرہ امور سب کے سب شریعت میں حرام اور ناجائز ہیں بلکہ نوحہ کرنے والوں پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

کسی نے سوال کیا کہ تعزیہ سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں "ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا الخ [illegible] در اعتقاد حرام [illegible]" یعنی تعزیہ سے مراد مانگنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ تو ایک بے جان چیز ہے، نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ تم کو کچھ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر تعزیہ کے متعلق کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ ہماری حاجتیں پوری کر سکتا ہے تو وہ کافر ہے۔ (انتہیٰ)

پھر کسی نے سوال کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا جو چبوترہ تعزیہ رکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے قابل تعظیم ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں بھی فرماتے ہیں "تعزیہ و چبوترہ [illegible] در شریعت محمدیہ بے اصل است، خود تراشیدہ و ساختہ را قابل تعظیم دانستن فعل بے عقلاں است" (خلاصہ) یعنی اس کی تعظیم بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ شریعت محمدیہ میں اس کا کوئی نشان و پتہ نہیں ہے اور یہ بالکل بے ثبوت و بے اصل چیز ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی اور بنائی ہوئی چیز کو قابل تعظیم جاننا بے عقلوں کا کام ہے۔

کسی نے یہ بھی سوال کیا کہ اگر تعزیہ پر اعتقاد نہ ہو محض تماشے کے طور پر دیکھنا چاہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں "در تعزیہ تماشا چیست، امر بدعت را باید دید، امر بدعت قابل ازالہ است، بدست یا بزبان یا بدل زشت باید دانست، و ذلک اضعف الایمان کذا جاء فی الحدیث" (خلاصہ) یعنی تعزیہ میں تماشا کیا ہے! یہ تو ایک ناجائز اور بدعت چیز ہے اس کو دیکھنا یا اس سے دلچسپی لینا نہیں چاہئے بلکہ اس کو مٹانے کی کوشش کرنا چاہئے اگر اپنے بس میں ہو تو اپنی طاقت اور قوت سے اس کو بند کرانا چاہئے اور اگر اتنا اختیار نہ ہو تو زبان سے اس کی برائیوں کا اظہار کرے اور اگر اس کی بھی ہمت اور طاقت نہ ہو تو کم سے کم اتنا تو کرے کہ اس کو دل سے برا سمجھے لیکن یہ ضعیف الایمان آدمی کا کام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جو کام آدمی دل سے برا سمجھے گا بھلا اس کو دیکھنے میں اس کو مزا کیا آئے گا اور اس کو تماشہ کہہ کر اس سے دلچسپی کیسے لے گا؟ پس معلوم ہوا کہ اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے جو لوگ تعزیہ خود نہیں بناتے اور نہ اس پر اعتقاد رکھتے ہیں لیکن اس کا تماشہ دیکھنے کے لئے تنہا یا اپنے بچوں یا دوستوں سمیت شوق اور دلچسپی کے ساتھ جاتے ہیں۔ ایسی مجلسوں کی رونق بڑھاتے ہیں اور یا حسین یا حسین کہہ کر سینہ پیٹنے والوں، مرثیہ پڑھنے والوں اور نوحہ کرنے والوں کی باتوں کو غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ ان کو اس دھوکے میں نہ رہنا چاہئے کہ وہ گنہگار نہیں ہوں گے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح تعزیہ دار خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے مستحق ہیں اسی طرح یہ بھی عذاب الٰہی کے سزاوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [illegible]

مسلم یونیورسٹی نازک آزمائش میں

از ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی، جوائنٹ کنوینر آل انڈیا مسلم یونیورسٹی کنونشن کمیٹی

۱۹۶۵ء میں طلباء کی بے جذباتیت اور ناعاقبت اندیشی نے دو سال تک مسلم یونیورسٹی کو بحران میں مبتلا کیا اور جس کے نتیجے میں پوری ملت اسلامیہ کو سخت کرب اور بے چینی اور آزمائش سے گزرنا پڑا۔ وہ حالات دوبارہ پیدا ہو گئے ہیں اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت کہیں اس کو بہانہ بنا کر یونیورسٹی کو دوبارہ۔ پیدا ہو گئے ہیں اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت کہیں اس کو بہانہ بنا کر یونیورسٹی کو دوبارہ اپنی تحویل میں نہ لے لے۔

۱۹۶۵ء میں کورٹ کی میٹنگ کے دن علی یاور جنگ طلباء کے غصے اور مخالفت کا نشانہ بنے تھے۔ سید حامد صاحب موجودہ وائس چانسلر اس کورٹ کی میٹنگ میں موجود تھے جس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اس وقت مطالبہ تھا کہ مسلم طلباء کا تناسب ۷۵ فیصدی کی حد تک مقرر کیا جائے۔ وائس چانسلر پر حملے کے بعد گورنمنٹ نے آرڈیننس جاری کر کے یونیورسٹی اپنی تحویل میں لے لی۔ اب جبکہ مسلسل جدوجہد اور سرفروشی کی قربانیوں کے بعد ایکٹ کے ذریعے یونیورسٹی کی آزادی دوبارہ بحال ہوئی تو اب وہ مکمل ایک نئی صورت حال سے دوچار ہے۔ انتہائی ایماندار، مخلص اور کارگزار وائس چانسلر نے صاف ستھرے طریقے داخلوں میں تناسب اور میرٹ کو برقرار رکھا تو اس پر حملہ کیا جاتا ہے اور رخصت کرنے کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ کورٹ کی ممبری کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے، دوڑ دھوپ، الیکشن میں وہ تمام طریقے استعمال کئے گئے جو ایک عام الیکشن میں ہوتے ہیں اور اس بات کی کوشش کی گئی کہ اندرا کانگریس اور جمعیۃ علماء کے گروہ کو اس میں بالادستی حاصل ہو جائے۔ حالانکہ جمعیۃ علماء کا یہ طرز ہے کہ وہ ہمیشہ حکومت کی ہمنوائی میں رہی۔

کورٹ کی تشکیل ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ کورٹ کے ذریعے ان کے الیکشن کو ... کرا لیا گیا۔ کورٹ کی ابتدائی میٹنگ میں ایک کانگریسی ایم ایل اے نے جب انتہائی نامناسب انداز میں وائس چانسلر کی سرزنش کی تو طلباء کے ایک مخصوص طبقے نے انہیں بالکل بچا لیا اور ہم ... اور مسرور وہ لوگ وہاں موجود تھے۔

ان میں کسی میں اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وائس چانسلر کی اس توہین پر آواز بلند کرتا۔ حالانکہ وائس چانسلر نہ صرف یونیورسٹی کا بلکہ پوری ملت اسلامیہ ہند کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

مسلم یونیورسٹی میں سید حامد صاحب ایسے وقت آئے جب یونیورسٹی مختلف ٹولیوں میں بٹی ہوئی تھی۔ صدر جمہوریہ ہند کو اساتذہ اور مختلف گروہوں کی طرف سے عرضداشت برابر دی جا رہی تھیں اور کہا جا رہا تھا کہ وہاں افراتفری ہے اور ضابطہ تبدیل ہوتے ہیں طلباء جو چاہتے ہیں کرا لیتے ہیں۔ داخلوں میں من مانی ہوتی ہے۔ ہوسٹلوں میں کسی قسم کا ڈسپلن اور نظم وضبط نہیں رہ گیا۔ اساتذہ تعلیم پر توجہ نہیں دیتے ہیں۔ ہر قسم کے نامناسب واقعات روز مرہ کا معمول بن چکے تھے۔ اساتذہ کا طلباء پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ سب ایک دوسرے سے نالاں۔ طلباء اور اساتذہ کے وفود دہلی کا چکر لگاتے۔ یہ دور خسرو صاحب کا دور تھا۔

ان حالات میں حامد صاحب نے چارج لیا۔ ان کی آمد پر جب طلباء نے ان کا استقبال کیا اور ہار پہنانے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا: میں سر سے کفن باندھ کر آیا ہوں جاتے وقت اگر میرا کام اس لائق ہو تو ہار پھول پہن لوں گا۔ پوری سنجیدگی کے ساتھ وہ مسلم یونیورسٹی کے تعمیری کاموں میں لگ گئے۔

انہوں نے آتے ہی جو خواہاں مسلم یونیورسٹی اور مرکزی حکومت سے ایکٹ کی بحالی اور یونیورسٹی کی بازیابی کے سلسلے میں مذاکرات کئے۔ اسی درمیان شہر میں فساد ہوا۔ اور کرفیو لگ گیا لیکن انہوں نے یونیورسٹی کو بند نہیں ہونے دیا۔ تین ہفتے کے اندر ہی مراد آباد میں زبردست فساد ہو گیا۔ سید حامد صاحب نے شہر میں کرفیو کے باوجود طلباء کو شہر سے چھڑا لانے، امتحان دلانے اور واپس بھیجنے کا انتظام کیا لیکن اسی درمیان یونین کے صدر صاحب نے مراد آباد کے لئے ریلیف کے سلسلے میں دو کے بجائے تین گاڑیوں کا مطالبہ کیا جس کے انتظام سے انہوں نے معذوری ظاہر کی۔ بس سے

کشاکش کا آغاز ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے اس نے سنگین صورت اختیار کر لی۔

سید حامد صاحب کے آنے کے بعد اصلاحی اقدامات کے نتیجے میں جنہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچی تھی یا جن کے مفادات پر اثر پڑا تھا انہوں نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا اور طلباء کو ان سے براہ راست ٹکراؤ کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا لیکن لوگوں میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ وہ کھل کر اس غلط روش پر حامد صاحب کی حمایت کرتے۔ بعض لوگوں کا رول دوہرا تھا۔ طلباء کی پیٹھ بھی تھپتھپاتے اور وائس چانسلر کی حمایت بھی کرتے لیکن زیادہ تر خاموش تماشائی تھے جو کمروں اور گھروں میں طلباء کی روش پر ناگواری کا اظہار کرتے لیکن کھل کر اس کا اظہار نہیں کرتے اس لئے کہ ان کو ہر وقت اپنی عزت و آبرو کا خطرہ تھا۔ یہ سلسلہ جاری تھا اور وائس چانسلر کی اصلاحات کا بالآخر وہ ٹکراؤ ہوا۔ جس میں پولیس کو بلا لیا گیا۔ یونیورسٹی بند ہوئی۔ طلباء کے خلاف کارروائی ہوئی اور سب آخری وجہ کی ساری کوششوں کے ناکام ہو جانے کے بعد اور طلباء کے ایک محدود عنصر کی ضد اور ہٹ سے مجبور ہو کر شہر کے ذمہ داروں نے طلباء اور وائس چانسلر کے مسئلہ کو حل کرنے کی پوری کوشش کی لیکن اس دوران جمعیۃ علماء اور بعض کانگریسی حلقوں کے لوگوں نے انہیں بانس پر چڑھا دیا۔ نتیجہ میں طلباء کا نقصان ہوا۔

یونیورسٹی کھل گئی حالات اعتدال پر آئے لیکن یونین کے دوبارہ الیکشن کے نتیجے میں طلباء کی اکثریت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تیسرے الیکشن میں وہ لوگ برسر اقتدار آئے جنہیں کبھی وائس چانسلر کا آدمی سمجھا جاتا تھا اس کا خوب پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ لیکن ۳ نومبر کی رات کی تاریکی میں رات ساڑھے گیارہ بجے جس طرح وائس چانسلر کی کوٹھی پر حملہ ہوا۔ گیراج میں کھڑی کار کو آگ لگا دی گئی۔ شیشے توڑ دیئے گئے۔ دروازے پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی اس نے یہ غلط فہمی بھی دور کر دی۔ لوگوں کو معلوم

ہو گیا کہ پروپیگنڈے کا مطلب مخالفین کے نزدیک ہر قیمت پر الیکشن جیتنا تھا۔ مسلم یونیورسٹی میں طلباء کی طرف سے جو اشتعال انگیزی ہوئی اس نے یہ ثابت کر دیا کہ یونیورسٹی کے طلباء کی اکثریت ان کی شریک نہیں ہے۔ اور تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے اور وائس چانسلر کی خدمات سے مطمئن ہے۔ اس سلسلے میں ایکشن کمیٹی کے نام پر لکھنؤ میں ۱۴ اکتوبر کو جو میٹنگ بلائی گئی اور شفیق الرحمن صاحب کا جو حوالہ آتا رہا وہ ان میٹنگوں سے بالکل مختلف تھی جو اب تک مسلم یونیورسٹی کے سلسلے میں کی جاتی تھیں۔ اس مرتبہ کی میٹنگ میں کورٹ کے تمام ممبران کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ ۱۰۰ ممبران میں سے صرف دو شریک ہوئے۔ ان میں سے خود ایک جوائنٹ کنوینر تھے اور دوسرے ایم ایل اے ہیں کے نمائندہ تھے۔ ایکشن کمیٹی کے ممبران میں بھی صرف چند شریک ہوئے زیادہ تر وہ عربی یا مقامی یا ناواقف طلباء تھے۔ ہم تفتیش میں کرتے بھی نہیں تھا۔ شفیق الرحمن صاحب بھی شریک نہیں تھے۔

ایسی ایکشن کمیٹی کی میٹنگ کا کوئی فیصلہ ملت کا فیصلہ ہے اور نہ اس سے کسی کو غلط فہمی ہونی چاہئے۔ ایکشن کمیٹی کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ وہ وائس چانسلر پر حکم جاری کرے۔ اس وقت دراصل ایک ایسا کھیل ہو رہا ہے کہ ایک لائق وائس چانسلر کو ناکام ثابت کیا جائے۔ حکومت کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ مسلمانوں کے مطالبے کے مطابق وائس چانسلر پایا لیکن وہ ادارہ نہیں چلا سکا۔ دوسری طرف کورٹ معطل ہے۔ کورٹ میں الیکشن ملتوی کیا گیا ہے۔ ان حالات میں فسادات بنائی جا رہی ہے ان حالات میں رفتار یہ بنائی جا رہی ہے کہ یہ سب وائس چانسلر کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ غیر مسلموں کی تعداد بڑھ گئی۔ اول تو کوئی وائس چانسلر اس قسم کا اعلان نہیں کر سکتا دوسرے وائس چانسلر نے پورے ملک کے اخبارات میں داخلوں کا اشتہار دیا اس کے نتیجے میں لائق ترین مسلم طلباء آئے اور اپنی میرٹ کی بنیاد پر کسی بے ایمانی کے بغیر منتخب ہو گئے۔ سب طلباء صاف ستھرے طریقے پر یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ موجودہ وائس چانسلر کی رپورٹ کے مطابق ۱۰ اعداد میں مسلمان ۷۵ فیصد

(باقی صلا پر)

وقفِ املاک

اربابِ حل و عقد کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

سید ضیاء الرحمٰن غوری

اب یہ بات مسلمہ ہے کہ املاکِ اوقاف سے ہندوستان کے مسلمانوں کا معاشی و سماجی، تعلیمی اور ثقافتی مستقبل وابستہ ہے۔ ملک کے رہنماؤں، دانشوروں، سماجی کارکنوں، صحافیوں اور قانون دانوں نے وقف املاک کے بہتر نظم و نسق کی اہمیت پر پچھلے چند برسوں میں کافی کچھ سوچا، کہا، سنا، لکھا، پڑھا ہے۔ کانفرنسیں بھی ہوئی، سیمینار بھی ہوئے۔ تحقیقاتی کمیٹیاں بھی مقرر ہوئیں اور رپورٹیں بھی شائع ہوئیں۔ لیکن وقف املاک کے نظم و نسق میں جو اصلاحات اور بہتری ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہوئی بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آئے دن اخبارات میں وقف بورڈوں کے ذمہ داران باہمی الزام تراشیاں کرتے رہتے ہیں کبھی ممبروں کی زیادتیوں اور غیر ذمہ داریوں کی رپورٹ چھپتی ہے۔ کبھی سکریٹریوں اور بورڈ کے عملے کی نااہلیوں اور بدعنوانیوں کے چرچے ہوتے ہیں، نامہ نگاران وقت کی دلچسپی تو کم از کم ایسی خبروں کی گواہ ہیں۔ مرکزی سطح پر وقف املاک کے معاملات کی نگرانی کے لئے یونین منسٹری کا سکریٹریٹ اور سنٹرل وقف کونسل موجود ہے۔ ریاستی سطح پر بھی وقف کے وزراء کی سکریٹریٹ، وقف کمشنر اور وقف بورڈ ہیں ان سب کی تمام سنجیدہ کوششوں کے باوجود یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ملک بھر میں وقف املاک کا نظم و نسق بے ربط ہے اور کافی املاک مفاد پرستوں کے بے جا تصرف میں ہیں۔

حالانکہ اگر ملک بھر میں مرکزی وزارت کی سطح سے لیکر ریاستوں کے وقف بورڈوں تک وقف نظم و نسق کو چست اور موثر بنانے کی ایک منصوبہ بندی اور پر خلوص کوشش کی جائے تو موجودہ وقف املاک سے ہی ملّت کے بیشتر معاشی، سماجی اور تعلیمی مسائل بڑی خوش اسلوبی سے حل کئے جاسکتے ہیں۔

مگر افسوس یہ ہے کہ مسلم معاشرے کا جو بااثر اور ہوش مند طبقہ ہے اس میں سے بیشتر لوگ وقف بورڈوں کی سربراہی اور رکنیت کی ذمہ داری محض اپنے سماجی اور سیاسی وقار کے خیال سے قبول کرتے ہیں، ان میں جو لوگ وقف کے مسائل کے تئیں واقعی مخلص اور معتبر ہیں، ان کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے۔ وہ مجبور اور بے بس ہیں۔

ہندوستان میں وقف کی تاریخ ہزاروں سال سے بھی پرانی ہے اس طرح یادارہ ہندوستانی معاشرے کا قدیم ترین ادارہ ہے جس کی جڑیں کافی گہری رہی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے تقسیم ملک کے بعد اب دھیرے دھیرے یہ اندر ہی اندر سوکھ رہی ہیں جن کی آبیاری کی سخت ضرورت ہے۔ وقف کا ادارہ ہی ایسا ادارہ ہے جو ہمیں ہمارے ماضی اور اسلاف سے جوڑے ہوئے ہے اگر اس انسٹی ٹیوشن کے سوتے سوکھ گئے تو ہم فضا میں معلق ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ہماری آئندہ نسلیں اس معاملہ میں ہم سے کہیں زیادہ بدنصیب ہوں گی اور ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔

ملّی اور قومی فریضہ

اہل فکر و نظر کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ اپنا سکوت توڑیں اور اس اہم ملی اور قومی فریضے کو دست تعاون، خوش اسلوبی اور یکجہتی سے انجام دینے کے لئے آگے بڑھیں اس معاملے میں ملک کے تعلیم یافتہ روشن خیال اور ہوش مند نوجوان طبقے سے بھی اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

مسلمانوں کی مختلف تنظیمیں جس طرح الگ الگ پلیٹ فارم سے مختلف ملی، قومی اور بین الاقوامی مسائل یا چندہ کے لئے متحرک ہیں اسی طرح اتفاق رائے سے ایک پلیٹ فارم پر وقف جیسے اہم مسئلے پر متحدہ کام کریں تو کیا اچھا ہو تا اگر مختلف سیاسی پارٹیوں، تنظیموں اور سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے مسلم اکابرین وقف کے مسائل پر جلد از جلد ایک کنونشن طلب کر کے حکومت ہند اور ریاستی حکومتوں کے ساتھ وقف کے مسائل کے فوری اور موثر حل کے لئے تعاون کرتے۔

۱۹۵۴ء کا وقف ایکٹ ہندوستان کی وقف تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے ملک بھر کے کم و بیش سبھی وقف بورڈ اپنا نظم و نسق اسی ایکٹ کی روشنی میں چلاتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ۲۸ برسوں میں ملک سماجی اور معاشی طور پر انتہائی نشیب و فراز سے گزرا ہے کہ اب اس ایکٹ میں چند اہم ترمیموں کی فوری ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے پچھلے دنوں اوقاف کے مسائل کے سلسلے میں کئی اہم مضامین نظر نواز ہوئے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک بھر میں وقف املاک کی مجموعی تعداد ایک لاکھ سے کہیں زیادہ ہے جن کی سالانہ آمدنی کا اندازہ ۲۵ کروڑ روپئے سے زیادہ کیا جاتا ہے۔

اتنی آمدنی کی وقف املاک کا نظم و نسق اگر پوری طرح ٹھوس بنیادوں پر قائم کیا جائے تو اس سے نہ صرف ملک کی ایک خاصی آبادی یعنی مسلمانوں کی معیشت کو فائدہ پہنچے گا۔ بلکہ مجموعی طور پر قومی معیشت کو بھی اعتبار سے بڑی تقویت ملے گی۔ اور ہمارے بیشتر مسلم ادارے خود انحصار بھی ہو سکیں گے۔

مستقبل قریب کیلئے چند تجاویز

وقف نظم و نسق کو بہتر بنانے کے سلسلے میں میرے ذہن میں جو چند باتیں مختلف لوگوں سے تبادلۂ خیال کے بعد آئی ہیں وہ اس طرح ہیں۔

(۱) ۱۹۵۴ء کے وقف ایکٹ میں جن ترمیموں کے مشورے وقتاً فوقتاً دیئے گئے ہیں ان پر مرکزی وزارت قانون جلد از جلد غور و خوض کر کے ترمیمات کرنے کے لئے پیش قدمی کرے۔

(۲) برنی کمیٹی کی سفارشات پر حتی الامکان عمل درآمد کرانے کے لئے حکومت سے درخواست کی جائے۔

(۳) وقف املاک کا ملک گیر پیمانے پر ایکسار پر سروے کرایا جائے۔

(۴) وقف املاک سے متعلق جو مقدمے ہوتے ہیں ان کے جلد از جلد فیصلے کے لئے ایک علاحدہ وقف ٹریبونل ہونا چاہیئے۔

(۵) وقف املاک کو رینٹ کنٹرول ایکٹ سے جلد از جلد مستثنیٰ کیا جائے تاکہ وقف املاک کی آمدنی میں اضافہ ہو، اس لئے کہ جس وقف جائداد کا کرایہ آج ۵۰۰ روپے ماہانہ ہونا چاہئے، وہ برسوں سے ۲۵ روپے چلا آرہا ہے رینٹ کنٹرول ایکٹ سے استثنیٰ کے بعد اگر وقف کی جائداد پر کسی کا ناجائز قبضہ ہو یا کرایہ دار کا جائز کرایہ نہیں دے سکتا ہے تو ایسے لوگوں کو اس جائداد سے بے دخل کرایا جاسکتا ہے۔

مرکز کی ذمہ داری

(۶) وقف کے امور کو مرکزی فہرست میں لایا جائے یعنی یہ ریاستی حکومت کی بجائے مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہو تاکہ وقف ایڈمنسٹریشن میں بے جا مقامی مداخلت نہ ہو۔ اس طرح سارے ملک کے لئے یکساں نظم و نسق کا طریقہ بروئے کار لایا جاسکے۔

(۷) انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس، انڈین فارن سروس، انکم ٹیکس سروس وغیرہ کی طرح انڈین وقف ایڈمنسٹریشن سروس بھی قائم ہو۔ اور ملک بھر کے اوقاف کے نظم و نسق کے لئے ایسے ہی سروس کے لئے منتخب ہوں جو لائق ایماندار اور مستعد ہوں۔

(۸) ریٹائرڈ لوگوں کو وقف کے نظم و نسق میں کلیدی عہدوں پر ہرگز بحال نہ کیا جائے بلکہ ایسی جگہوں پر فعال اور مستعد لوگوں کو لایا جائے۔ ریٹائرڈ لوگ اپنی پرانی واقفیت کی بنیاد پر ایسی ملازمتوں کو مزید پنشن کا ایک ذریعہ سمجھ کر قبول کرتے ہیں اور پھر وہ مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں البتہ پرانے تجربے کار اور اچھے ریکارڈ والے ریٹائرڈ لوگوں کا ایک ایڈوائزری پینل بنایا جائے اور ان کی خدمات سے استفادہ کیا جائے۔

(۹) زندگی چونکہ ساٹھ برس کے بعد ریاستی وقف بورڈوں کی رکنیت زیادہ سے زیادہ فعال ایماندار اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دی جائے۔

(۱۰) بہتر ہو تا کہ وقف بورڈوں کے کم از کم ۵۰ فیصد رکن مقررہ الیکٹورل کالج کے ذریعہ منتخب ہو کر آتے تاکہ انہیں علاقے کے عوام کا اعتماد حاصل ہوتا۔

بورڈ کی ساخت

(۱۱) بورڈوں کی رکنیت کے لئے تعلیم کا کچھ نہ کچھ معیار ضرور مقرر ہونا چاہیے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی کارکردگی غیر تعلیم یافتہ سے یقیناً بہتر ہوتی ہے اگر ایسا ہو تو معاشرے میں تعلیم کے فروغ کی جاری مہم کو تقویت حاصل ہوتی۔

(۱۲) وقف بورڈوں کے اگزیکیٹو اختیارات میں اضافہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ وقف کی جائدادوں کے ... کی حفاظت ...

از مولانا احمد حبیب اللہ کونڈوی متعلم دار العلوم دیوبند

دولت عثمانیہ کے اسباب عروج و زوال پر ایک نظر

تمام مورخین دولت عثمانیہ کے عروج و ارتقا کا زمانہ عثمان بن ارطغرل سے سلیمان اعظم کے عہد تک شمار کرتے ہیں جس کی مدت تین سو برس ہے جس میں فتوحات کا ایک سلسلہ تھا جو کسی طاقت و قوت سے رکنے و تھمنے والا نہ تھا لیکن دور و نزدیک کی رائے میں سلطنت عثمانیہ کے عروج کا زمانہ سلیمان اعظم کے عہد حکومت پر تمام نہیں ہو جاتا بلکہ صدر اعظم محمد پاشا صوقولی کے عہد وزارت تک ممتد ہو جاتا ہے۔

دراصل دولت عثمانیہ کو مستحکم و مضبوط بنانے میں جو چیزیں موثر ہوئیں وہ یہ ہیں: (۱) آل عثمان کے فرمانرواں کی رعایا پروری، تعمیر و ملک گیری ... ہونے کی وجہ سے ان کی رعیت کے لئے شفا خانے و حمامات کا انتظام کرنا ہے ... مخلوق خدا کی خدمت کے جذبے ... ایک ... شہروں ... اپنے ہاتھ سے تعمیر کر ... کے لئے ... کرنے کے لئے ... مقامات پر قومی دستوں کو متعین کیا تھا جو سفر کرنے والوں کی حفاظت کرتے اور رفاہ عام کے لئے مختلف شاہراہوں ... پوری طرح تعمیر کرائی تھیں نیز ملک میں رعایا کے لئے مختلف مقامات پر ... تعمیر کروائے۔

دوسری چیز جو حکومت کے استحکام و استقلال میں مددگار و معاون ثابت ہوئی وہ خاندان عثمان کی اتحادی تاج اور دینی وہ عظیم الشان پالیسی ہے جس کی اس وقت کے عیسائی و مسلمان، اسلام جانتے تھے قائم تھے ... شمال مغرب میں ... کے قبائل ... قبائلی اور ... میں مصروف ہو جاتے ... پر ... دونوں کے ... دو ... ایک ...

ہر کرلیتے ہیں، وقت ایک کسی دوسرے ملک یا شہر کے فتح کرنے کا خیال تک اپنے دل میں نہ لاتے۔

تیسری چیز جو سلطنت عثمانیہ کے استحکام میں مددگار ثابت ہوئی وہ ان کی مذہبی و دلی آزادی ہے چنانچہ سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے جب ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کر لیا تو وہاں کے تمام باشندوں کو امن قرار دیا، ان کے مذہبی و دلی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی اور وہ تمام لوگ جو قسطنطنیہ کو خیرباد کہہ کر چلے گئے تھے ان کو واپس آنے کی دعوت دی، عیسائیوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کی پوری ذمہ داری لی ان کی دلجوئی و دلنوازی نیز مذہبی معاملات کو سلجھانے کے لئے کلیسا کے بطریق جارج کینادیس کو ان کے مشورے سے مقرر کیا۔ سلطان نے باشندگان قسطنطنیہ کے رسم و رواج نکاح و بیاہ، قانون وراثت کو بدستور قائم رکھا۔ سلطان کی یہی مذہبی آزادی تھی جس کی داد پروفیسر آرنلڈ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب دعوت اسلام میں دل کھول کر دی ہے۔

چوتھی چیز جو حکومت عثمانیہ کے استقلال میں معاون ثابت ہوئی وہ سلاطین عثمانیہ کا عمل و انصاف ہے، چنانچہ سلطان محمد کے بلند اخلاق، عمل، کردار اور صفات حمیدہ کی شہادت دینے میں جملہ مورخین متفق ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں کوئی شخص ظلم کی ہمت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی کوئی غریب عدل و انصاف سے مایوس ہوتا تھا، ان کی عدالت میں امیر و غریب، شاہ و گدا، محمود و ایاز کے مابین کوئی تفریق نہ تھی، رعایا ہر طرح خوشحال و فارغ البال تھی، عیسائی رعایا کا ان کو خاص خیال تھا۔

رعایا کی فلاح و بہبود ان کا مطمح نظر تھا، ان پر کسی قسم کی زیادتی و ناانصافی روا نہ رکھتے تھے جن کی بنا پر دولت عثمانیہ کے حکمران ان کی نظروں میں ہر دلعزیز تھے، اور خود بھی صدق دل سے حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرتسلیم خم کر دیتے۔

دولت عثمانیہ کو مضبوط ترین بنانے میں دولت عثمانیہ کے فرمانرواؤں کی رحمدلی، کشادہ روی کا کافی دخل ہے، انہوں نے مفتوحہ علاقوں کے مذہب و مسلک کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھا، نیز غیر مسلم رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا چنانچہ اس واقعہ سے ان کی فراخ دلی و وسعت قلبی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، جس کو مورد یا مورخ رانکی (۱۴۵۹ء) اس طرح بیان کرتا ہے کہ ایک بار جارج برنکوویچ نے ہنیاڈی سے دریافت کیا کہ اگر وہ کامیاب ہوئے تو مذہب کے متعلق ان کا کیا رویہ ہوگا۔ ہنیاڈی نے جواب دیا کہ میں ملک بھر کو رومن کیتھولک مذہب قبول کرنے پر مجبور کر دوں گا۔ اس کے بعد برنکوویچ نے یہی سوال مراد سے کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں ہر مسجد کے پاس ایک گرجا بناؤں گا، اور لوگوں کو پوری آزادی حاصل ہوگی کہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق خواہ مسجد میں جا کر عبادت کریں، خواہ گرجا میں۔ سلاطین عثمانیہ کے انہیں مراعات کا نتیجہ تھا کہ رعایا کے دل و دماغ کے رگ و ریشے میں ان کی محبت و الفت پیوست ہو گئی تھی۔

آل عثمان میں قوم کے منظم کرنے کا بھی ذوق و ملکہ تھا، چنانچہ یوں بھی یہ تھی وجہ وقت مستعد رہتی تھیں ان کے خورد و نوش کا عمدہ انتظام کرتے ان کے آرام و استراحت کے لئے عمدہ ترین عمارت تعمیر کراتے نیز ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات بھی رکھتے جس کے نتیجے میں فوج ان کی اطاعت و بہی اور اطاعت پر جان دینے سے گریز نہ کرتی، یہ ایک حقیقت ہے کہ فوج نے جس کا ساتھ دیا اس کی سلطنت و حکومت مضبوط و مستحکم رہی ہے چنانچہ رابی خان عسکر کے متعلق رقمطراز ہے کہ سلیمان کا فوجوں کے ساتھ آرام اور اخلاق نگرانی پر پوری توجہ رکھتا تھا، اس کو اس بے پروائی سے کوئی مناسبت نہ تھی جو اس کے حریفوں کے لشکریوں میں نصف سپاہیوں پر برتی جاتی تھی۔

سلیمان اعظم کے عہد حکومت تک دولت عثمانیہ ترقی و ارتقا کے اوج شباب پر تھی، مگر سلیمان کے آخری دور میں چند داخلی و بیرونی بنا پر انحطاط کے اثرات ظاہر ہونے لگے اور دولت عثمانیہ کا آفتاب اقبال گہن آلود ہونا شروع ہوا۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے:

لکل شئ اذا ما تم نقصان
فلا یغر بطیب العیش انسان

ترجمہ: عروج جب مکمل ہو جاتی ہے تو وہیں زوال شروع ہو جاتا ہے۔ آدمی کو زندگی ناز و نعم میں مغرور و متکبر نہ ہونا چاہیئے۔

اب جبکہ دولت عثمانیہ ترقی کے منازل طے کر چکی اور ارتقا و عروج کے آخری مرحلے کو پہنچ گئی

(باقی صفحہ ۹ پر)

مکتبہ ترجمان

کتابیں منگانے کا طریقہ

(۱) فرمائش کتب و خط و کتابت کرتے وقت اپنا مکمل پتہ اردو، انگریزی یا ہندی میں صاف صاف تحریر فرمایئے۔ (۲) اپنے قریبی ریلوے اسٹیشن کا نام لکھنا ہرگز نہ بھولئے۔
(۳) وی پی کی اطلاع ملتے ہی پوسٹ مین یا ڈاکخانہ سے اسے وصول کر لیجئے، وی پی پانچ دن سے زیادہ نہیں رک سکتی، واپسی کی صورت میں آپ کا افسوس اور ہمیں ڈاک محصول کا نقصان ہوگا۔
(۴) کوکنگ پیکٹ کے پارسل ڈاک سے اور زیادہ وزن کے ٹرین سے طلب فرمائیں، اگر ٹرانسپورٹ سے منگوانا چاہیں تو اس کی وضاحت تحریر کریں۔ مجلد کتابوں پر ٹرین سے نصف کرایہ لگتا ہے۔ ڈاک خرچ و پیکنگ خریدار کے ذمہ ہوگا۔ (۵) آرڈر دیتے وقت کتابوں کی جو قیمت ہوگی وہ لگائی جائے گی، اس لئے درج ذیل قیمتوں پر اعتبار کیا جائے (۶) پارسل کے متعلق اگر آپ کو شکایت ہے تو بلٹی نمبر کے حوالے سے مطلع کیجئے اطمینان بخش کارروائی کی جائے گی۔ مگر فروخت شدہ کتب واپس نہ ہوں گے۔
(۷) آرڈر وصول ہوتے وقت جو کتابیں موجود ہوں گی ان کے علاوہ دیگر کتب کی رقم سے معذور ہوں گے۔
(۸) تاجر حضرات اگر بینک سے بلٹی طلب کریں تو بینک کا پورا پتہ لکھیں۔ ڈرافٹ اور چیک منیجر مکتبہ ترجمان ۴۱۲۷ پولیس اسٹریٹ صدر بازار دہلی کے نام ہونے چاہئیں۔
نوٹ: کتابیں طلب کرتے وقت کم از کم دس یا پانچ روپیہ ایڈوانس روانہ کریں ورنہ آرڈر کی تعمیل نہ ہوگی۔

منیجر مکتبہ ترجمان دہلی

ضروری اعلان!

(۱) اخبار ترجمان کا سالانہ چندہ پندرہ روپے ہے اور چندہ صرف منیجر ترجمان کے پتہ پر ہی ارسال کریں کسی ذاتی نام سے رقم وصول نہیں ہوگی، اس صورت میں آپ کا منی آرڈر بیکار ہوگا۔
(۲) اخبار ترجمان کا سالانہ چندہ ارسال کرتے وقت یا اخبار کے سلسلے میں خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ آپ کا خط اور منی آرڈر بے کار ہوگا۔
(۳) جن حضرات نے اخبار کا چندہ منی آرڈر سے دفتر کو ارسال کئے ہیں، وہ حضرات مہربانی فرما کر اپنے خریداری نمبر بھی ارسال کریں، تاکہ رقم ان کے حساب میں جمع کی جا سکے۔
(۴) کسی بھی قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف صاف اور مکمل لکھیں۔

محمد شریف سرتاج کھیلی

آل انڈیا جمعیۃ اہل حدیث ہند
۴۱۲۷ پولیس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۶

دور انحطاط کی طرف جانا ایک لازمی امر تھا جس کے چند اسباب درج ذیل ہیں،

سلطان اعظم کی شان و شوکت ترک و احتشام جاہ و جلال اور عظمت و سطوت سے اگرچہ بڑی سلطنتیں لرزہ براندام تھیں لیکن درحقیقت اس کے قلب و دماغ پر اس کی روسی بیگم کا تسلط تھا اور اسی کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ روسی بیگم کے بطن سے سلیم نامی ایک لڑکا تھا جو بے وجہ کا ظالم و نااہل اور شراب کا رسیا تھا لیکن بیگم کی آرزو تھی کہ سلیمان کے بعد سلیم ہی تخت و تاج کا مالک ہو۔ مگر دشواری یہ تھی کہ سلیم کا دوسرا اور بڑا بھائی مصطفیٰ جو دوسری بیوی سے تھا وہ دینی، اخلاقی و دماغی اور انتظامی قابلیت کے لحاظ سے ولی عہد بننے کا بجا طور پر مستحق تھا لیکن روسی بیگم نے مصطفیٰ کے خلاف سلیمان کے کان بھرنا شروع کیا اور یہ باور کرایا کہ مصطفیٰ سلیمان کی موجودگی ہی میں تخت و تاج کا جلد ہی دعوی کرنے والا ہے۔ اس بات کا منشا تھا کہ بادشاہ غیظ و غضب سے کھول اٹھا اور ایک دن مصطفیٰ کو اپنے خیمے میں بلا کر ہلاک کر دیا۔ یہی حشر مصطفیٰ کے دوسرے بھائیوں کا بھی ہوا۔ نیز حرم سلطان نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شہزادوں کو محل ہی میں تعلیم دی جائے۔ بادشاہ بیگم کے اصرار پر تیار ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہزادے تمام طلب عیش پرست ہو گئے۔ ان کو امور سلطنت سے کچھ بھی واقفیت نہ تھی۔ لیکن جو عیش پرست ہو گئے، ان کو امور سلطنت سے کچھ بھی واقفیت نہ تھی۔ لیکن جو عیش پرست اور تن آسانی کے عادی تھے وہ انتہا درجے کے ظالم و جابر تھے۔ ان کی بیگمات عہدوں کو فروخت کرنے لگیں۔ چنانچہ وہی لوگ عہدوں پر مقرر کئے جانے لگے جن کو حرم شاہی کی سرپرستی حاصل ہوتی یا رشوت دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے کا نتیجہ ہوا کہ رشوت خوری کا بازار گرم ہوا جس نے تمام شعبوں کو کھوکھلا کر دیا۔ اور یہ وبا پوری سلطنت میں پھیل گئی۔

زوال سلطنت کی دوسری وجہ ولی عہدوں کی سفاکی ہے۔ چنانچہ سلطان بایزید نے اپنے برادر خورد یعقوب چلپی کو جو شجاعت و بہادری میں لاثانی تھا اس لئے قتل کر دیا کہ تخت و تاج کے لئے نزاع پیدا ہو۔ تاریخ اسلام کے مایہ ناز فاتح سلطان محمد ثانی نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی اپنے دودھ پیتے بھائی کو جو سوتیلی شہزادی سے تھا حوض میں ڈبو کر ہلاک کر دیا جب کہ بچے کی ماں سلطان کی خدمت میں تخت نشینی کا ہدیہ پیش کر رہی تھی۔ غرض کہ ہر طرف جاہلوں کی معیت اور فاسقوں کے جبر و تشدد، اقتدار و طغیان کا دور دورہ تھا۔

سلاطین عثمانیہ شادی کے بارے میں غیر محتاط تھے جو کہ غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنے سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ سلیمان کے دور سے نکاح میں کئے گئے، حکومت دہلی کے جیسا کہ ان میں رخنہ ڈال دیں۔ چنانچہ ارخان نے کنٹا کو زین کی بیٹی تھیوڈورا سے شادی کی اور مراد اول نے یہودی پر حیات سنتاز کو گناہ کی اجازت دی تھی۔ مراد دوم نے بھی بلغار کے سلطان سیسمان کی لڑکی سے شادی کرلی۔ ان کے علاوہ غیر مسلم کنیزوں باندیوں کا شمار نہ تھا جیسا کہ درج ذیل مختصراً ہیں:

ولاحدیعد ان اسباب دولت الدولة العثمانیة الانقراض تقدم السلطانی فی آل عثمانی تبر کبیر الفتن ما مشتری الاسودی دالجوادی والشرائیات [1]

ترجمہ: آل عثمان کے انحطاط کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ عیسائی باندیوں اور کنیزوں کی کثرت کی وجہ سے سلطانی خون بہت زیادہ بدل گیا تھا۔

ان تمام چیزوں کا زوال سلطنت پر یہ اثر ہوا کہ اخلاق کے اعتبار سے نہایت پست اور مادی دلفریبی کے خوگر ہو گئے۔ تمام وزراء و امراء خیانت و غداری جیسی مہلک بیماریوں کا شکار ہو گئے۔ دولت عثمانیہ کے دشمنوں سے بھی سازباز کرنے میں یہ لوگ تامل نہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عین جنگ کے موقع پر مفاد پرستی کی خاطر دشمنوں سے جا ملتے تھے۔

حوالے۔ [1] دولت عثمانیہ ص۳۲
[2] دولت عثمانیہ ج۱ ص۱۶۹
[3] ایضاً ص۲۱۵
[4] الاسلام والحضارة العربیه ج ص(۲۹) مسلمانوں کا عروج و زوال وغیرہ

حادثہ جانکاہ

۶ اکتوبر ۸۳ء دس بجے دن کو میرا سب سے چھوٹا نور نظر محمد خالد خاں سیف اللہ بعمر ۹ سال ایک ناگہانی حادثہ کا شکار ہو کر اپنی والدہ کی عدم موجودگی میں موقع پر شہید ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑا کا ذہین ہونہار ذکی، نیم حتیٰ دینی حمیدہ مشد عابانہ اوصاف سے متصف تھا نماز روزہ اور دیگر فرائض خصائل اذان و تکبیر وغیرہ از بر یاد تھیں۔ جدائی کے بعد بچے کی خوبیاں مجھے رلا رہی ہیں۔

قارئین کرام سے نماز جنازہ غائبانہ اور دعاء مغفرت کی گزارش کی جاتی ہے۔

غمزدہ۔ محمد بیدار خان لودی موضع بھیرور

ضروری اعلان

میں ہندوستان کی تاریخ کو از سر نو مرتب کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ سابقہ مصنفوں نے مسلم حکمرانوں سے امتیازی سلوک کیا ہے۔ لہذا میں اپنے اس کام کو تمام کرنے کے لئے کوشاں ہوں مجھے تاریخ کے قدیم اوراق کی ضرورت ہے۔ جن حضرات کے پاس کسی بھی قسم کے تاریخ سے متعلق صفحات ہوں وہ حضرات حسب ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

ایم ایس سراج صاحب معرفت

پوسٹ بکس ۱۳۰۶ دہلی ۶

از ڈاکٹر منیر حسن ترجمان خریدار نمبر ۳۶۱۲
بہادر پور بازار ضلع بستی یوپی

معلومات عامہ

بہادر پور بازار ضلع بستی یوپی ہمارے اس موضع میں ہمارے دادا مرحوم نے ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ مسجد کے پورب جانب ایک مدرسہ اسلامیہ سلفیہ بھی قائم کیا، جس میں اردو، ناظرہ قرآن پاک فارسی درجہ سوم تک تعلیم دی جاتی تھی۔ ہمارے جد امجد حاجی نور علی کے انتقال کے بعد مدرسہ مذکورہ بند ہو گیا۔ اس مدرسہ کو تعمیر کرانے والے حاجی مقبول حسن مرحوم مسلک اہل حدیث تھے اسی مسلک پر ہم اور ہمارے بڑے بھائی جمیل حسن پورا خاندان اہل حدیث ہے۔ اور گاؤں میں بقیہ لوگ ہمارے والد مرحوم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یا جو مدرسہ سراج العلوم میں درس حنفیہ مسلک بیکار تھا اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کوئی اختلاف نہ تھا۔ بھا نو سال قبل ایک مدرس کتب میں ہی بستی آگیا اور آتے ہی اس نے صمود کی اور دوسرے لوگوں کو بالترتیب بھی اکر اپنا ساتھی بنا لیا ہے۔ اور مسجد کے اندر بعد اذان وجی نماز فجر و بعد مغرب و بعد جمعہ نیا سلام شروع میں تھیں میں قبر ہے ہم کو ماضی سے غلط سب رو میں طرف اللہ سے طلب کی جاتی ہے۔ شروع کر دیا ہے۔ اسی کام نے ہو ہمارے والد نے اعتراض کیا۔ پیچھے نماز پڑھنے سے منع اس کے لئے جھگڑا کئے گئے اور اسی وقت سے ہم لوگ اور جو دیوبندی حنفی مسلک کے ہم خیال ہمارے ساتھ الگ ہی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور اسی وقت سے ہم لوگ اور دیوبندی حنفی مسلک کے ہم خیال ہمارے ساتھ الگ اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ چونکہ تعداد ہم لوگوں کی کم ہوگئی۔ اختلاف بڑھ گیا۔ اب اور گاؤں کے بہت سے لوگ بدعتی سب متحد ہو کر کے جھگڑا فساد پر آمادہ ہو گئے۔ جماعت سے ہم لوگوں کو نماز پڑھنے نہیں دیتے نماز کے وقت شور و غل آگے سے چلتے پھرتے ہیں اور وہ خونخوار ہی ہیں اس بنا پر مجبوراً ہم رمضان ۱۴۰۳ھ سے ہمارے مکان پر نماز پڑھتے ہیں۔ ان لوگوں کی نااتفاقی دیکھ کر ان کے جماعت کے ہم خیال اور نئے سے ساتھ آگئے اور ہم سب نے مل کر آپس میں چندہ کیا۔ اور نئی مسجد مدرسہ کے سلسلہ میں ایک منہدم مکان اور چھت ہے اس میں ہم لوگوں نے مسجد کی بنیاد ڈالی ہے اور مدرسہ اسلامیہ سلفیہ کو قائم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے کیونکہ سابق مدرسہ کی تعلیم کا دور ختم ہوگیا ہے اور اس میں ہم سب کے خلاف مسلک کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جس سے مسلک اہل حدیث کے بعد اقتدار ہے اور جو لوگ ہمارے ساتھ اشتراک کر رہے ہیں۔ چونکہ ہم ادا رے مساجد جیسا کہ فقیرانہ حیثیت سے ہم کو رہنما صاحب کے صادق حضرات سے امداد کی درخواست ہے کہ اس ادارہ کی تعمیر جلد از جلد ختم ہو جائے۔ ہم لوگ ملت کے سبھی حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ اس اللہ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لیں اور جب تک یہ خانہ خدا مکمل نہ ہو جائے مدد کرتے رہیں۔ دور دراز تک اس مدرسہ و مسجد کے علاوہ کوئی دوسری مسجد نہیں جس سے تعمیر ختم ہونے پر الحمدللہ چندہ سے قبر پر محنت کا روح حاصل ہوگا۔ امید ہے کہ صاحب استطاعت حضرات تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اس مدرسہ کو امداد کی ہے۔ ڈاکٹر منیر حسن بہادر پور بازار ضلع بستی یوپی خریدار ترجمان نمبر ۳۶۱۲

اہم اعلان

مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۸۳ء مطابق ۸ شوال ۱۴۰۳ھ بروز ہفتہ جامعہ محمدیہ کی ایک تیاری اور مجلس منتظمہ کی میٹنگ مولانا محمد اسحاق رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں وہ ارکان و ممبران مجلس کے ساتھ عہدیداران جامعہ کی کارگزاری اور مالیاتی رپورٹ پیش کی گئی اور جامعہ کی ترقی کے لئے بہتری کی تجاویز پاس کی گئیں جس میں یہ تجویز بھی تھی کہ جامعہ محمدیہ کا نام حکومت کے دفاتر میں بھی مدرسہ محمدیہ کے نام سے رجسٹرڈ ہے یہ نام بہت پرانا اور افسوس ہے اس لئے اس کا نام بدل دیا جائے، اور اس کے بجائے جامعہ کا اچھا نام رکھا جائے۔

نیز جامعہ کے آمد و خرچ کے سالانہ حساب کی تنقیح ہوتی تھی کہ جامعہ کی ترقی کے متعلق غور ہوا۔ دونوں ہی ہوا کے لئے مولانا عطاء اللہ صاحب خطیب مسجد اہل حدیث جامع مسجد بنگلور کی دعا پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔ والسلام

سکریٹری۔ بی محمد قاسم

کتب خانہ سبحانیہ حیدر آباد (سکندر آباد) سے مکتبہ ترجمان کی سبھی مطبوعات حاصل کیا جا سکتی ہیں

بقیہ - ماہ محرم

جو لوگ تعزیہ خود کو نہیں بناتے اور نہ اس پر اعتقاد رکھتے ہیں لیکن اس کا تماشہ دیکھنے کے لئے تنہا یا اپنے بچوں یا دوستوں سمیت شوق اور دلچسپی کے ساتھ جاتے ہیں ایسی مجلسوں کی رونق بڑھاتے ہیں اور یا حسن یا حسین کہہ کر سینہ پیٹنے والوں مرثیہ پڑھنے والوں اور نوحہ کرنے والوں کی باتوں کو غور اور توجہ سے سنتے ہیں ان کو اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہئے کہ وہ گنہگار نہیں ہوں گے بلکہ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح تعزیہ دار خدا کے غضب اور عذاب اور غضب کے مستحق ہیں اسی طرح یہ بھی عذاب الٰہی کے سزاوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من کثر سواد قوم فہو منھم (مشکوٰۃ) یعنی - جو شخص کسی جماعت (یا مجلس) کی تعداد اور رونق بڑھائے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار بھی انہیں لوگوں میں سے ہوگا یعنی اگر اچھے لوگوں کے ساتھ رہے گا۔ اور ان کی تعداد بڑھائے گا تو اس کا بھی اچھوں میں شمار ہوگا اور اگر گنہگاروں، بدعتیوں اور بدعتیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔ ان کے ساتھ شمار ہوگا۔ دوسری حدیث ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والوں اور اس کو شوق و دلچسپی سے سننے والوں دونوں پر لعنت کی ہے۔ خدا کے لئے ذرا سوچ کر غور کیجئے خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کے کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہو بھلا اس کے کرنے والوں یا اس سے لطف و مزا حاصل کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟ حدیث میں ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوں گے بس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا چاہئے۔

بقیہ وقف املاک

کے ناجائز قبضے کے سلسلے میں وقف بورڈ کا مقدمہ جیت جاتا ہے یا وقف کی کھاتا دار کوئی کمیٹی قبضہ کر لیتی ہے تو دوسرا جو حاقت میں ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں ان کے لئے پولیس کی خاطر خواہ مدد نہیں مل پاتی۔ اس لئے ہم وقف بورڈوں کو مجسٹریٹی اختیارات ہوں کہ وہ پولیس کے ذریعہ ناجائز قبضہ کو ہٹا سکے یا پھر اس کی ایسی کوئی قانونی مشینری ہو جس کو پولیس جیسے اختیارات حاصل ہوں۔

(۱۳) کئی وقف بورڈ ایک سے زیادہ ریاستوں کی وقف املاک کے نگراں ہیں جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی میں دشواریاں اور پیچیدگیاں آتی ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب وقف بورڈ پنجاب ہریانہ، ہماچل پردیش اور چنڈی گڑھ کی وقف املاک کا نگراں ہے جس کی وجہ سے خاص طور پر پنجاب وقف بورڈ کے مسائل کئی برسوں سے الجھے ہوئے ہیں گزشتہ دو برسوں میں وہاں کئی بار سکریٹری بدلے گئے کئی بار بورڈ توڑا گیا۔ اور ایڈمنسٹریٹر بحال کئے گئے اگر پنجاب ہریانہ اور ہماچل کے الگ الگ وقف بورڈ بن جائیں۔

ایگزیکیٹو اختیارات

(۱۴) وقف بورڈ کے چیف ایگزیکیٹو سکریٹریوں کو ریاستی حکومت کے اختیارات کی پوری پوری صراحت ملنی چاہئے ساتھ ہی ایگزیکٹیو افسر کی حیثیت سے سکریٹری کے اختیارات اتنے وسیع ہوں کہ بورڈ کے فیصلے کو بروئے کار لانے میں اسے بے جا رکاوٹوں اور دباؤ کا سامنا کرنا پڑے۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر میں یہ گزارش کروں گا کہ مرکز اور ریاست کے اوقاف کے وزرا، مسلم ممبران پارلیمنٹ، مرکز اور ریاستوں کے اوقاف کے سکریٹری ریاستوں کے وقف کمشنر ریاستوں کے وقف بورڈوں کے چیئرمین سکریٹری اور ممبران حضرات اپنی الگ الگ کانفرنسیں بلا کر وقف املاک کے نظم و نسق پر غور و خوض کریں تاکہ مجموعی طور پر وقف نظم و نسق کی اصلاح میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو ان کانفرنسوں سے روشنی مل سکے اور اوقاف کے مسائل جن پر عرصہ دراز غور و خوض کے بعد بہت حد تک حل ہو سکیں یہ نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ پورے ملک کی حیثیت کو مستحکم اور مستحکم کرنے کی ایک بہت بڑی اور تعمیری کوشش اور ضرورت ہوگی۔

بقیہ - علیگڈھ یونیورسٹی

بی۔ اے۔ بی کام میں ۵۰ فیصد بالی ٹیکنک میں ۵۵ فیصد اور ابھی داخلوں کے نتائج باقی ہیں کمپیوٹر کے ذریعہ ایمانی کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ دراصل وہ لوگ بے چین ہیں جن کے بچے کم نمبر لائے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح داخلہ ہو جائے خواہ کتنا ہی خراب اس کا نتیجہ نکلے۔

ہاسٹلوں میں رہنے کے لئے ان کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نا اہلی کے باوجود رہنے کے لئے غیر اسلام کیا گیا ہے طلباء کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی۔ ان کے ساتھ کہ ملازمت کرنے والے ہی طلبہ ہاسٹل میں اسٹاف اور اس طرح کے حالات کا ماحول بن چکا ہے۔

سید حامد نے ساری مزاحمتوں کے باوجود حکومت سے دس کروڑ کی رقم مختلف پروجیکٹوں کے لئے حاصل کی جس میں طلباء و طالبات کی رہائش کے لئے نیا ہال بھی شامل ہے۔

موجودہ وائس چانسلر کی کمزوری یہ ہے کہ وہ مروت میں نہیں ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا بھیجار باتیں نہیں کرتا ہے۔ لوگوں کو مطمئن نہیں کر پاتا ہے بے کار وقت نہیں ضائع کرتا تمام اچھے اساتذہ اور اچھے طلباء کے ساتھ رویہ انتہائی مشفقانہ مہذب اور مشفقانہ ہے لیکن جو غلط عناصر ہیں ان کے ساتھ رویہ شریفانہ ہونے کے باوجود مرعوب نہ ہونے کا ہے۔

کیمپس میں پولیس بلائے جانے کی ذمہ داری ان تخریب کاروں پر ہے جنہوں نے اس کے لئے مجبور کیا اور جس یونیورسٹی کا الاٹ منٹ ہے بہ حالات میں وہاں ان کو بلایا جاتا ہے خواہ وہ بنارس یونیورسٹی ہو یا جواہر لال یونیورسٹی وائس چانسلر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حدود میں سب کی جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کرے۔ اس ترتیب میں اگر کسی بے خطا کو تکلیف پہنچ جائے تو تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ ہوشیار لوگ موقع سے پہلے ہی فرار ہو جاتے اور بعض ناواقف لوگ مہربان لوگوں کے ہاتھ آ جاتے ہیں جو اصل میں نہیں پہچانتے اس طرح کے واقعات کسی انتظامیہ میں پیش آ سکتے ہیں جبکہ کسی بھی ادارے میں پولیس کا قیام کوئی خوش آئند بات نہیں ہے لیکن آزادی کے بعد سے کچھ لوگوں میں آزادی کا اتنا احساس بڑھ گیا ہے کہ ہر جگہ بار بار پولیس کی مدد لینے پر لوگ مجبور ہوتے ہیں۔

مسلم یونیورسٹی میں اندرونی اور بیرونی سیاست کا عمل دخل ختم ہو جائے اور اس کی حیثیت ایک معیاری تعلیمی ادارے کی ہو جائے جس طرح آکسفورڈ اور کیمبرج ہیں تو اس کے طلباء کا معیار بلند ہو جائے گا آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی میں اسٹرائک کی داستان نہیں ملتی ہے۔ لیکن علیگڈھ کوئی ہنگامہ نہیں۔ سخت ڈسپلن ہے۔ اس کے باوجود اعلیٰ درجے کے سات دس بہترین انکارہ وہاں سے نکلتے ہیں یہ انضباط کہلاتا ہے کہ سخت ڈسپلن کے نتیجے میں زیادہ تعلیمی حیات و جیت کا فقدان ہو جائے اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں گے۔

علمیا قسم کا مظاہرہ ۱۴ - ۱۴ برس سے شروع ہوا ہے اور اس میں عام طلبہ وہ لوگ شریک ہیں جن کا تعلیمی ریکارڈ نہیں رہا ہے یا بہت پست ہے یا اچھا ریکارڈ تھا ان مشغولیتوں میں پڑ کر بالکل خراب ہو گیا اس سلسلہ میں تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ اس کی پشت پناہ اساتذہ کا ایک طبقہ یا بیرونی عناصر ملت اسلامیہ کے رہنماؤں اور سیاسی لیڈروں کی پروپیگنڈہ سے اور نام نہاد یونیورسٹی لوگوں سے متاثر ہو سکے یونیورسٹی کے ذمہ داروں سے صحیح صورت معلوم کرنی چاہئے۔ وہاں سے حالات جو بھی ہوں گے ان سے آہستہ آہستہ رہیں گے لیکن اگر یونیورسٹی کی بالادستی تخریب پسندوں کو حاصل ہو گئی تو جو سب سے اچھا ادارہ ختم ہو کر رہ جائے گا اور اس کا نقصان اس عظیم تعلیمی ادارے اور ملت اسلامیہ کو اٹھانا پڑے گا۔

خصوصی اطلاع

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم بالوا گڑھ قائم کردہ حضرت العلامہ شیخ نذیر احمد الرحمانی علیہ الرحمہ تدریجی ترقی کے مراحل سے گزر کر عربی چہارم تک پہنچ چکا ہے۔ بالحمد للہ علی ذالک اب حسب ذیل انقلابی اقدامات مدرسہ کے ذمہ داران اور اساتذہ کے پیش نظر ہیں۔

(۱) ثانوی عربی تعلیم کو مرکزی درجہ ہونے کے مسلمانوں کا دینا۔

(۲) بچیوں کی دینی اعلیٰ تعلیم کے لئے فرصت ہے عربی درجات کے اہتمام کے ساتھ الگ نظام تعلیم و تربیت کا اجراء۔

(۳) معلمین و معلمات کی تعلیم و تربیت کا اہتمام

(۴) بالغ مسلموں کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام

ظاہر ہے مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے تعلیمی اخراجات میں اضافہ ہوگا اور تعمیری اخراجات میں اس کی فراہمی کے لئے مدرسہ کی جانب سے ایک وفد جو مولانا امین صاحب مدنی معتمد شعبہ دعوت و تبلیغ مدرسہ ہذا و حافظ صفی اللہ صاحب معتمد و سفیر مدرسہ ہذا پر مشتمل ہے ہندوستان کے مختلف گوشوں کا دورہ کر رہا ہے تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ مدرسہ کا یہ وفد جس جگہ ہو پہنچ وہاں کھلے دل سے فراخدلی سے اس کی اعانت فرمائیں۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ان کی اعانت اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ واللہ من وراء والقصد وھو یہدی السبیل۔

مہتمم
شیخ نہال احمد بن شیخ نذیر احمد الرحمانی

ہر قسم کی کتابوں کے لئے
مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ... کو
آرڈر دیجئے

سالک: مولوی محمد عمران مدرس مدرسہ دارالقرآن
و دارالحدیث بھی خرد گورکھپور

"گھر یہ اجڑا ہے کہ تو رونقِ محفل نہ رہا"

موجودہ دور میں مسلمانوں کی ذلت و پستی اور تباہی و بربادی ہر صاحب فکر و نظر اور ارباب علم و دانش کے لئے ... [illegible] ... کہ ان کی تباہی ... کس طرف لے جا رہی ہے ... [illegible] ... سے جا رہی ہے۔

اصلاح آج رفقائے عالم میں جو ستم کا نام تہذیب و تمدن اور انسانیت پر بے پناہ ظلم کا نام ترقی رکھ دیا گیا ہے جس سے دنیائے انسانی کے مطلع پر روشنی کے بجائے جہل و ضلالت کی سیاہ تاریکیاں اور کفر و الحاد کی گھٹا ٹوپ بدلیاں پھیلتی جا رہی ہیں ... [illegible] ... تمام انسانوں کا ... [illegible] ... کا درجہ حاصل کر کے اپنی ... [illegible] ... ہے۔ ان حالات کا جائزہ لیا ہے اور خیند کے خواب اور غفلت کے نشے ... [illegible] ... اور سرمست کر دیا اور انسانی ذہن و دماغ پر کس قدر ... [illegible] ... دنیا ... [illegible] ... اور دنیا کی تمام ... [illegible] ... بنا دیا گیا ہے اور انسان ... [illegible] ... مسلمان بھی اس سیلاب میں بہہ گیا ہے ... [illegible] ... قوم کا تعلق ... [illegible] ... نام رہ گیا ہے اور ... [illegible] ... کا احساس ... [illegible] ... کر رہا ہے کہ

منی الذنبا تقول بملی فیہا ؎ حذاری حذاری من بطشی وفتکی

یہ دنیا ... [illegible] ... اور حصول کمال کی خاطر بڑی ... [illegible] ... کر رہا ہے ... [illegible] ... حصول کمال کی خاطر بڑی ... [illegible] ... مسلمان ... [illegible] ... کے غاروں ... [illegible] ... ترقی کا خیال ... [illegible] ... تعلیم ... [illegible] ... انتظام ... [illegible] ... معاشرہ کی تشکیل ... [illegible] ... جب ... [illegible] ... اقبال ... [illegible] ... کرتے ہیں

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اے لوگو ... [illegible] ... وقت ... [illegible] ... تمہاری ... [illegible] ... ہم بھی ... [illegible] ... اقوام ... [illegible] ... ظلم و استبداد کی ... [illegible] ... زندگی ... [illegible] ...

علامہ اقبال ... [illegible] ... دیتے ہیں ؎

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو کھیتی بھی تو باراں بھی تو حاصل بھی تو
کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیوں
ناخدا تو بحر تو کشتی بھی تو ساحل بھی تو

اے مسلمانو ... [illegible] ... اپنے منصب و مقام کو پہچانو ... [illegible] ... ارشاد موجود ہے ... [illegible] ... طیبات و ... [illegible] ... مخلوقات ... [illegible] ... زندگی بسر کرنے ... [illegible] ... کیوں ... [illegible] ... ہے

... [illegible] ... سویا ہے تری منزل کہاں
... [illegible] ... کہاں ساحل کہاں
... [illegible] ... ساحل کہاں
... [illegible] ... منزل کہاں

پیغام ... [illegible] ... تعلیم ... [illegible] ... کو دیتے ہیں ... [illegible]

ہمارے سامنے ہمارے نبوی ﷺ کا ... [illegible] ... بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "بلغوا عنی ولو آیۃ"

... [illegible] ... ہم سب اپنا مقام پہچانتے ... [illegible] ... علم ... [illegible] ... دوسروں ... [illegible] ... ایک ہی بات کا علم کیوں نہ ہو۔

... [illegible] ... معاشرہ ... [illegible] ... اسلام ... [illegible] ... ہمارے ... [illegible] ... ہم اپنی صلاحیت کو ... [illegible] ... علامہ اقبال ... [illegible]

سوچ تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا

... [illegible] ... اپنے منصب و مقام کو پہچانتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں ... [illegible] ... ہماری تدبیر ... [illegible] ... اپنے مقصد میں ... [illegible] ... نظر آتا ہے۔

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

... [illegible] ... مومن ہو تو ... [illegible] ... نصیب ہو گی۔

قصبہ فرینڈگنج میں محلہ انصاریان مسجد اہلحدیث پولیس چوکی کے پیچھے جلسہ

... [illegible] ... عوام کو خصوصاً مسلمانوں کو مستفیض فرمایا۔

... [illegible] ... ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب ناظم کی زیر صدارت ہوا۔

... [illegible] ... تلاوت قرآن ... [illegible] ... حافظ الرحمن صاحب ... [illegible] ...

... [illegible] ... ڈاکٹر ... [illegible] ... احمد صاحب ... [illegible] ...

... [illegible] ... شکیل احمد صاحب ... [illegible] ... تقریر فرمائی ... [illegible] ...

... [illegible] ... خطیب ... [illegible] ... تقریر فرمائی ... [illegible] ... اہلحدیث ... [illegible] ...

... [illegible] ... ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب ... [illegible] ... تقریر فرمائی ... [illegible] ...

... [illegible] ... ڈاکٹر ... [illegible] ... احمد صاحب ... [illegible] ... تقریر فرمائی۔

... [illegible] ... جماعت اہلحدیث ... [illegible] ... انتخاب ہوا۔

... [illegible] ... ڈاکٹر عبدالقدوس ... [illegible] ... قرآن حدیث ... [illegible] ...

نائب صدر ... [illegible] ... حافظ الرحمن صاحب ... [illegible]

... [illegible] ... شکیل احمد صاحب ... [illegible]

... [illegible] ... صاحب انصاری فرینڈگنج۔

... [illegible] ... انصاری فرینڈگنج۔

... [illegible] ... فرینڈگنج

... [illegible] ... انصاری فرینڈگنج ... [illegible] ... انصاری فرینڈگنج ... [illegible] ... انصاری فرینڈگنج ... [illegible]

اپیل برائے احباب جماعت

... [illegible] ... اہلحدیث ... [illegible] ... قائم ہے ... [illegible] ... احباب جماعت ... [illegible] ... مدد ... [illegible] ...

(ظہیرالدین ... [illegible])

... [illegible] ... حبیب الرحمن انصاری ... [illegible]

D (B) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR [illegible]

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی مطبوعات

رحمت للعالمین مکمل سیٹ	۶۵/۰
صحیح بخاری مکمل سیٹ	۲۹۵/۰
تاریخ اسلام مکمل سیٹ	۱۰۰/-
ترجمان القرآن اول دوم مکمل سیٹ	۱۲۵/-
قاموس الجدید اردو عربی	۲۴/۰
المنجد	۹۰/-
اسلامی وظائف	۱۵/۵۰
عون القرآن فی سپارہ	۲۰/-
پارہ عم "	۱۵/-
قاعدہ بغدادی	۲۰/-
شجرۂ احمد	۵/۵۰
[illegible]	۶/
[illegible] نمازی نماز	[illegible]
کتاب الجنائز	۶/۵۰
فتاوی علماء اہلحدیث اول	۹/۵۰
" " دوم	۹/-
قرآنی قصص اول	۶/۵۰
" دوم	۶/۵۰
انسان اپنے آپ کو پہچان	۱/۵۰
اصولی نظام حکومت کے تین بنیادی اجزاء	۲/-
درجات المتقین	۱/۵۰
دستور المتقی مجلد	۱۲/-
" غیر مجلد	۱۰/-
اصول تفسیر ابن تیمیہ	۵/-
قاعدہ تعلیم الاسلام	۱/۲۰
تعلیم الاسلام اول	۱/۲۰
" " دوم	۲/-
" " سوم	۳/-
" " چہارم	۳/۲۵
" " پنجم	۵/-
اسلامی کہانیاں اول	۱/۵۰
اسلامی کہانیاں دوم	۲/-
" " سوم	۲/۵۰
آسان حساب اول	۲/۵۰
" " دوم	۲/-
" " سوم	۲/۵۰

ملفوظات عامر اول	۱/۵۰
" " دوم	۲/-
" " سوم	۲/۵۰
ہندی یا انگریزی [illegible]	۱/۰
حسن بصری	۱/-
ایمان یا نجات	۳/-
حب رسول کے تقاضے	۱/۵۰
دینی تحریکوں میں بنیادی بگاڑ کا مفہوم	۵/۵۰
ثنائی پاکٹ بک	۱/۵۰
اسلام اور اہلحدیث } حضرت مولانا ثناء اللہ	۱/۵۵
وجوب ایمان و ثواب	۳/-
[illegible]	۱/۷۵
شرک کیا ہے؟ اور اس کی [illegible]	۲/۵۰
اسلامی عقیدہ	۳/۰
توحید کیا ہے؟	۲/۵۰
مسنون دعائیں [illegible]	۱/۵۰
کردار کا جادو شاہ مسیح الدین	۱/۵۰
قانون الٰہی یا انسانی	۲/۵۵
قرآن اور دعوت انقلاب	۲/۵۰
چالیس حدیث مع ترجمہ انگریزی و اردو	۸/۵۰
قرآنی اخلاق	۲/۲۵
اقبال اور سوشلزم ڈاکٹر [illegible]	۶/-
مولانا مودودی کی [illegible]	۳/۵۰
رہنمائے زندگی	۵/-
حضرت عائشہ کی شادی اور [illegible] عمر	/۲۵
تاریخ کی [illegible] اسلام	۱/۰
رسول اللہ کی نماز	۴/-
مثالی معاشرہ شیخ احمد سعید	۳/۵۰
مہر نبوت [illegible]	۲/۵۰

مولانا آزاد کی تصنیفات

[illegible]	۶/-
تذکرہ آزاد	۲/۵۰
قول فیصل	۶/۵
[illegible]	۶/-

کاروان خیال	۶/۵۰
غبار خاطر	۱۶/۵۰

مولانا وحید الدین کے قلم سے

دین کیا ہے	۳/-
تعمیر ملت	۳/۵۰
ظہور اسلام	۱۲/-
تاریخ کا سبق	۲/-
مذہب اور سائنس	۴/۵۰
تعارف اسلام	۳/۵۰
تجدید دین	۲/۵۰
الاسلام	۱۵/۵۰
مذہب اور جدید چیلنج	۳/۵۰
اسلام دین فطرت	۳/۵۰
تاریخ اہلحدیث	۲۰/۵۰
زلزلہ قیامت	۲/۵۰
عقلیات اسلام	۳/۵۰
شاتم رسول کا مسئلہ	۳/۵۰
اسلامی دعوت	۲/۰۰
قرآن کا مطلوب انسان	۴/۵۰
مشرک کون؟ اہلحدیث یا وہابی	
سیرت رسول	
راہ عمل	۲/۵۰
[illegible]	۲/۵۰
صلوۃ الرسول	۱۵/-
تقلید و تنقید	۳/۵۰
انکار حدیث	۵/-
حق یا باطل	۲/۰
تصوف کی حقیقت	۳/-
[illegible]	۱/۰
اسلام اور رقص	۲/-
تفسیر ابن کثیر جلد اول	۱۲/-
گل کدہ	۲/۵۰
[illegible]	۱/-
جمعیت ایک مستقل قوت	۲/-
[illegible]	۱/۵۰

اسلام میں والدین کا مقام	۲/۰
جماعت اسلامی کے [illegible] کا جائزہ	۲/-
عاشورہ	۱/۰
حج مسنون	۲/۰
شعبان اور قبر پرستی	۱/۰
التوحید	۲/-
پانچ تقاضے	۵/-
ایمان	۲/۵۰
[illegible]	۶/۰
اسلام میں عورت کا درجہ	۲/۰
[illegible] کہانیاں	۳/۰
تاریخ ادب عربی	۱۰/۰
آئینہ اسلام	۲/۵۰
[illegible] کی تردید	۵/۰
[illegible] کہانیاں	۴/۰
بستان [illegible]	۲/-
[illegible] المسجد الحرام	۱۰/۰
الہام محمدی	۰/۷۵
تحفہ محمدی	۱/۰
[illegible] محمدی	۱/۰
تعویذ محمدی	۱/-
برات محمدی	۱/۷۵
دعا محمدی	۰/۷۵
[illegible] شرح مشکوۃ المصابیح	[illegible]

مشکوٰۃ شریف

اردو عربی عمدہ طباعت پسندیدہ
دو حصوں میں
قیمت ایک سو روپے
ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

پارہ عم خورد

۲۸ روپے فی سیکڑہ
مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی ۶

ملنے کا پتہ: مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۳۰۶ - دہلی ۶

[illegible] پرنٹر پبلشر [illegible] پریس [illegible] دہلی [illegible] شائع کیا